اور ملعون ہوگیا۔ آیت مذکورہ میں جیسا کہ امر کے ساتھ حکم ہوا تھا یہاں بھی اسی طرح امر کے ساتھ حکم ہوتا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ ۔ یعنی تم نماز کو قائم کرو۔ کیا شیطان انکار کرکے کافر ہوا۔ ہم اگر انکار کریں تو کیا نافرمانوں میں شمار نہ ہونگے ۔شیطان تو ایک سجدہ نہ کرنے سے جنت سے نکالا گیا اور بے نمازی ہر رات و دن میں چونتیس سجدہ ترک کر رہا ہے کیا وہ قابل غضب وعقاب نہیں ہے ؟ الغرض نماز کی تاکید کے متعلق ہزارہا حدیثیں موجود ہیں جو کہ آپ لوگوں پر مخفی نہیں لیکن افسوس کی بات تو یہی ہے کہ مسلمان اس طرف توجہ نہیں کرتے ۔ دنیائے فانی کے عیش وعشرت کو دیکھکر خدائے وحدہ لاشریک کے پاس جو نعمت باقی رہنے والی ہے اسکو بھول بیٹھے ہیں۔ کیا ہم لوگوں کو ایک روز خدائے تعالیٰ کے دربار میں حاضری دینا نہیں پڑیگی۔ کیا یہ اونچی اونچی عمارتوں کو چھوڑ کر اندھیری کوٹھری میں مٹی کے بستر پر سونا نہیں پڑیگا۔ کیوں نہیں ضرور ضرور یہ سب باتیں سچ ہیں سب کو قبر میں اپنے اپنے ڈیرے لگانے ہونگے ۔ مٹی کو اپنا فرش بنانا ہوگا کل نفس ذائقۃ الموت کے بموجب سب کو موت کا منہ دیکھنا پڑیگا ۔ پس کیوں خواب غفلت کو چھوڑ کر فلاح دارین کی کوشش نہیں کرتے ۔ سنو! غور سے سنو! نماز کو مت چھوڑو انشاء اللہ تمہارے لئے جنت موجود ہے ۔ اللہ ہم سب بھائیوں کو جنت نصیب کرے آمین ثم آمین ۔

ہادی اسلام کی صداقت

(از جناب سید ضیاء احمد صاحب انور سہسوانی)

معزز حضرات جس طرح ہر چھوٹے بڑے بڈھے جوان کو سورج کی روشنی اور بدر کی ضیا پر کامل یقین اور واثق اعتقاد ہے ۔ ٹھیک اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا والوں پر مسلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت آپ کے سامنے بتانا سورج کو چراغ دکھانا ہے لیکن تاہم . . . . میں آج آپ کے سامنے چند واقعات پیش کرونگا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دال ہونگے ۔ اس سے قطعاً میرا یہ مقصد نہیں کہ یہ واقعات صداقت نبوی میں کسی قسم کے اضافہ کا باعث ہوں بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی کیلئے تو صرف خدائے پاک ہی کافی ہے وہ مقدس رسول جس کی صداقت کا شاہد خود خدا ہو اس کیلئے پھر کسی کی شہادت کی ضرورت نہیں ۔ لیکن صرف یہ دکھانے کیلئے کہ آفتاب رسالت کی طلعت غیر مذہب والوں سے بھی خراج تحسین حاصل کئے بغیر نہ رہ سکی ۔ ذیل میں چند واقعات میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے وہ بھی آپ کی صداقت کے قائل تھے ۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیغمبر کی حیثیت سے روشناس ہوئے تو جو کفار ومشرکین آنحضرتؐ کی صداقت و امانت کے قائل تھے اور آپ کے حالات وواقعات سے بخوبی واقف تھے انھوں نے اگرچہ آپ کی نبوت کی تصدیق نہیں کی مگر آپ کو کبھی کاذب اور دروغگو نہیں کہا اور آپ کی دروغگوئی کی طرف ان کا وہم وگمان بھی نہیں گیا۔ بلکہ انھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا کہ (نعوذ باللہ) آپ کا دماغ خراب اور حواس درست نہیں ہیں جس کی وجہ سے آنحضورؐ نے

نبوت کا دعویٰ کیا۔ یا آپ کے یہ شاعرانہ تخیل ہیں۔ اسی بنا پر آنحضور کو مجنوں و مسحور کہا مگر کاذب نہیں کہا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قریش کے بڑے بڑے زعما اور سر برآوردہ حضرات جمع تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھڑا ہوا تھا نضر بن حارث نے جو قریش میں بڑا تجربہ کار اور جہاندیدہ تھا کہا کہ اے قریش تم جس مصیبت و ابتلا میں گرفتار ہو گئے ہو آخر تم نے اس کی کوئی تدبیر بھی کی۔ محمدؐ نے تمہارے سامنے اپنے بچپن کا زمانہ گذارا اور تمہارے ہی سامنے جوان ہوا وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور صادق القول اور امین تھا۔ اب جبکہ اس کے بڑھے ہونے کا زمانہ آیا اور اس نے تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں یعنی دعوت اسلام تو تم اس کو مجنوں اور ساحر و شاعر کہتے ہو واللہ میں نے اس کی باتیں سنی ہیں نہ تو محمدؐ شاعر ہے اور نہ ہی کاہن و ساحر ہے تم پر کوئی یہ نئی مصیبت ہی آئی ہے۔ ابوجہل جو قریش میں بہت بڑا مانا جاتا تھا اور آنحضورؐ کا جانی دشمن تھا وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا قائل تھا اور اس کو آنحضرتؐ کی صداقت پر یقین کامل تھا وہ کہتا تھا اے محمدؐ میں تم کو جھوٹا نہیں سمجھتا مگر جو کچھ تم کہتے ہو وہ میں صحیح نہیں سمجھتا قرآن شریف کی یہ آیت قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایات اللہ یجحدون اسی موقعہ پر نازل ہوئی۔

حضرت ابوسفیانؓ سے قیصر روم نے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے وہ کبھی جھوٹ بھی بولا ہے حضرت ابوسفیان نے اسکا جواب نفی میں دیا (یعنی کبھی دروغگو نہیں پایا) آخر میں قیصر نے جو تقریر کی اسمیں اس نے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ اس مدعی نبوت نے کبھی جھوٹ بھی بولا ہے تو تم نے نفی میں جواب دیا تو مجھے یقین کامل ہے کہ جب وہ تم لوگوں کے ساتھ جھوٹ کا مرتکب نہیں ہوتا تو یہ کب ممکن ہے کہ وہ خدا پر جھوٹ اور افترا پردازی کرے اور اگر تم سے جھوٹ بولا کرتا تو ممکن تھا کہ خدا پر بھی افترا پردازی کرے اس کے بعد قیصر نے کہا کہ جو کچھ ابوسفیان نے کہا ہے وہ سچ ہے تو ان میرے پیروں کے نیچے کی مٹی اسی شخص کے قبضہ میں ہوگی اگر ممکن ہوتا تو میں خود اس کے پاس حاضر ہوتا اور اگر میں اس مقدس و برگزیدہ ہستی کے نزدیک ہوتا تو میں اس کے پیر دھوتا اللہ اللہ اتنے دبدبہ و ہیبت والا بادشاہ قیصر کو آخر کس چیز نے آنحضورؐ کے اقرار پر مجبور کیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام کی نشر و اشاعت شمشیر کے ذریعہ ہوئی کیا قیصر روم پر اسوقت کسی نے لشکرکشی کی تھی یا مسلمان لوگ اس سے نبرد آزما ہوئے تھے یا آنحضورؐ نے اس کو کسی قسم کی دھمکی دی یا دباؤ ڈالا۔ غلط آنحضورؐ یا کسی مسلمان نے نہ تو لشکرکشی ہی کی اور نہ ہی کچھ دھمکی دی بلکہ یہ سب کرشمہ آنحضورؐ کی صداقت کا تھا جو قیصر روم کو اقرار پر مجبور کردیتا ہے اور وہ تمنا ظاہر کرتا ہے کہ کاش میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کو دھوتا۔

اسی طرح شاہ حبش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی وجہ سے اسلام لائے حضرت ابوسفیان جو مسلمان ہونے کے قبل آنحضورؐ کے جانی دشمن اور اسلام کی بیخ کنی میں مصروف تھے مگر آنحضورؐ کی صداقت کے وہ بھی قائل تھے۔ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی پیشین گوئیاں کی ہیں سب لفظ بلفظ صادق آئیں اور ابتک صادق آرہی ہیں آپکی پیشین گوئی سے بھی اچھی طرح واضح ہو جائیگا کہ وہ کفار جو آپ کے اور دین اسلام کے پکے دشمن تھے وہ بھی کامل اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ بدر کی تفصیلات مظہر ہیں کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں پہنچے تو آپ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہاں شیبہ اور یہاں عتبہ گرے گا اور ابوجہل قتل کیا جائیگا چنانچہ جب جنگ ختم ہونے کے بعد نعشوں کا معائنہ کیا گیا تو جس جگہ آپنے نشانات کئے تھے

بالکل اسی جگہ ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے۔ اس میں تو بالکل شک نہیں کہ مسلمان تو آنحضور کی ہر بات کو سچ سمجھتے تھے اور اس پر یقین کامل رکھتے انھیں آپ کی بات پر کسی قسم کی دلیل کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر کفار اور مشرکین بھی آپ کی ہر بات پر اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ جنگ بدر کے قبل ایک صحابی جو مکہ میں عمرہ ادا کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے انھوں نے کفار قریش کے سردار بنی امیہ سے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو قتل ہوگا اس پیشین گوئی کا اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ لرز گیا جسوقت وہ بدر میں جنگ کرنے کیلئے نکل رہا تھا تو اسوقت اس کی بیوی نے اس کی عبا کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ کیا تمہیں اس مدینے والے کی پیشین گوئی یاد نہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کا ان لوگوں پر کتنا اثر اور اعتراف ہوتا ہے اسی طرح آپ کے تمام معجزات اور پیشین گوئیاں آپکی صداقت پر دال ہیں جو مضمون کے طویل ہوجانے کے سبب یہاں بیان نہیں کرسکتا۔ یہود جسوقت عربوں سے لڑا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ ایک رسول معبوث ہوگا تو اس وقت ہم کو تم پر کامل فتح حاصل ہوگی۔ اگرچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دنیا میں خلعت نبوت سے مشرف نہیں ہوئے تھے مگر آپ کی سچائی کا ڈنکا آپ کی بعثت سے پہلے ہی بجنے لگا تھا اور دشمن بھی آپ کی صداقت کے قائل تھے۔ صداقت محمدی یہ ایک ایسا بین معجزہ ہے کہ کوئی شخص اس کے جھٹلانے کی جرأت نہیں کرسکتا ؎

جو کہدیا زبان سے کرکے دکھا دیا ✣ مشہور ہے جہاں میں صداقت رسول کی

اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں

(از مولوی عبدالعزیز صاحب لکھوہری متعلم مدرسہ رحمانیہ دھلی)

برادران ملت اگر کوئی شخص اپنے مذہب، پیغمبر یا آسمانی کتاب کی تعریف و توصیف کرے تو اس کی طرفداری خود مطلبی اور خوش اعتقادی پر محمول کیا جاتا ہے اور دوسرا شخص یہ کہکر کہ ؏ کس نگوید کہ دروغ من ترش است۔ اسکے معقول اور واضح دلائل و براہین کو کمزور اور بے اثر کرنیکی کوشش کرتا ہے اور طرفین کی طرف سے جو ثبوت اپنی صداقت میں پیش کئے جاتے ہیں وہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی نذر ہوجاتے ہیں اور کوئی قابل قبول فیصلہ نہیں ہونے پاتا۔ اسی لئے عموماً مباحثے اور مناظرے ناکامیاب ہوتے ہیں بہت سی اخلاقی کمزوریاں ایسی ہیں جو انسان کو سچی اور سیدھی راہ اختیار کرنے سے روکتی ہیں۔ جنمیں مذہبی تعصب۔ ذات۔ برادری کا تعلق وغیرہ ہے۔ کسی متلاشی حق کو اگر مذہبی تعصب سے نجات ملی بھی تو ذات برادری کی بندش سے چھوٹنا مشکل ہوتا ہے اور بعض اسلام کی طرف رجوع ہونے والے ان دونوں رکاوٹوں سے آزاد بھی ہوگئے تو پھر ان کے سامنے موجودہ مسلمانوں کی اخلاقی کمزوری اور مذہبی بے اعتدالی کی نفرت انگیز تصویر ہوتی ہے۔ جسکو دیکھکر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں کی یہ حالت زار اسلامی تعلیم کی وجہ سے ہے یا اسکے کچھ اور اسباب ہیں۔ قرآن و حدیث اور تاریخ کے صفحات الٹ کر دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگلے مسلمانوں کو اشاعت و تبلیغ اسلام میں اپنے نیک اخلاق و اعمال اسلامی کے ذریعہ سے ہی کامیابی ہوئی تھی۔ آج ہم میں